جناب محمد رشید فیروز

اسلامی دنیا میں عائلی قوانین کی اصلاح

اسلامی دنیا میں عائلی قوانین کی اصلاح کو جاری ہوئے تیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے - اصلاح میں مسلم خواتین کے حق نکاح و طلاق پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے - اس اصلاح کو دو طریقوں سے بروئے کار لایا گیا ہے - اول تو یہ کہ ترکی اور البانیہ کی طرح اسلامی شخصی قانون کو ختم کرکے مغربی قوانین کو تمام وکمال قبول کرلیا جائے - جیسا کہ ترکی اور البانیہ میں کیا گیا یا یہ کہ اسلامی شخصی قانون میں بذات خود ترمیم کرلی جائے -

تین مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کو ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہوا اور آٹھ اپریل سنہ ۲۴ء کے قانون کی رو سے شرعی عدالتیں ختم کردی گئیں (۲) سنہ ۲۴ء کا ترکی دستور لادینی ریاست کے اصول پر مبنی تھا۔ ان اہم واقعات نے ترکی میں مغربی قوانین کو قبول کرنے کے لئے راہ ہموار کردی - مغربی مبصروں نے ان واقعات کو مشرق قریب میں قیام اسلام کے بعد کے اہم ترین واقعات قرار دیا ہے - (۳) سنہ ۲۶ء میں سوئٹزرلینڈ کا ضابطۂ دیوانی اور اور ضابطۂ فرائض ترکی میں رائج ہوا - اسی سال یورپ کے مختلف ضوابط تجارت کو ترتیب دے کر ایک ضابطۂ تجارت بھی رائج کیا گیا - سنہ ۲۶ء ھی میں ۱۸۸۹ کا تعزیرات اطالیہ بھی رائج ہوا تھا - سنہ ۲۷ء کے بعد سوئٹزرلینڈ کے 'نیوکاٹل کینٹن' کے ضابطۂ دیوانی سے ترکی کا ضابطہ دیوانی تیار کیا گیا اور سنہ ۲۹ء میں جرمنی کے ضابطۂ فوجداری

سے ضابطہ' فوجداری مرتب ہوا - سنہ ۱۹۲۶ء کا قانون جہازرانی بھی جرمن قانون جہازرانی کے نمونے پر مرتب کیا گیا تھا - (۴)

ضابطہ' دیوانی کے نفاذ کے بعد سے اسلامی قوانین کے اثرات کے تحت اصل متن میں متعدد ترمیمیں ہوتی رہی ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ ترکی میں تقریباً ننانوے فی صد آبادی مسلمانوں کی ہے - اس بنا پر یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ ترکی کے موجودہ شخصی قانون کا ڈھانچہ اسلامی اور مغربی قوانین کے امتزاج کی وجہ سے عدیم النظیر ہے - (۵)

یہاں ہم خاص طور سے پاکستان - مصر اور تیونس کے اسلامی عائلی قوانین کی اصلاح کو مدنظر رکھیں گے جو حال ہی میں رائج ہوئی ہے اور دوسرے اسلامی ملکوں کے لئے مثال بن سکتی ہے -

قانون انفساخ نکاح مسلمین سنہ ۱۹۳۹ء

برصغیر ہند و پاک میں اسلامی عائلی قوانین میں اصلاح کا پہلا قدم ' قانون انفساخ نکاح مسلمین سنہ ۱۹۳۹ء ' کی منظوری تھا - برصغیر میں مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں ہندوستانی اسمبلی کا یہ قانون اہم ترین سمجھا جاتا ہے - اس قانون کی رو سے مسلمان عورتوں کو مندرجہ ذیل اسباب میں سے کسی ایک سبب کی بنا پر انفساخ نکاح کے لئے عدالتی چارہ جوئی کا حق دیا گیا تھا -

(۱) شوہر چار سال سے زیادہ عرصے سے مفقودالخبر ہو -

(۲) شوہر نے دو سال تک نان نفقے کی ادائیگی میں غفلت برتی ہو یا ناکام رہا ہو -

(۳) شوہر کو سات سال یا اس سے زیادہ کی سزا ہوگئی ہو -

(۴) شوہر تین سال تک کسی معقول وجہ کے بغیر وظیفۂ زوجیت ادا کرنے میں ناکام رہا ہو۔

(۵) شوہر نکاح کے وقت نامرد ہو اور یہ سلسلہ جاری رہے۔

(۶) شوہر دو سال تک دماغی توازن سے محروم رہے یا جذام یا کسی موذی جنسی مرض میں مبتلا ہو۔

(۷) عورت کا نکاح ۱۰ سال کی عمر سے پہلے باپ یا سرپرست نے کردیا ہو اور وہ اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے نکاح کی تنسیخ کردے بشرطیکہ نکاح کی تکمیل نہ ہوئی ہو۔

(۸) شوہر بیوی کے ساتھ بیرحمی سے پیش آتا ہو یعنی:

(الف) بیوی کو اکثر زدوکوب کرتا ہو یا اپنے ظالمانہ رویہ سے بیوی کی زندگی تکلیف دہ بناتا ہو خواہ یہ رویہ جسمانی زدوکوب پر مبنی نہ ہو یا

(ب) بدنام عورتوں سے میل جول رکھتا ہو یا گناہ کی زندگی بسر کرتا ہو۔

(ج) بیوی کو گناہ کی زندگی پر مجبور کرنے کی کوشش کرتا ہو یا

(د) بیوی کی جائداد فروخت کردے یا بیوی کو اس کی جائداد پر قانونی حق استعمال کرنے سے روکے۔

(س) بیوی کو اس کی مذہبی رسوم ادا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہو۔

(ص) اگر اس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور قرآنی تعلیمات کے مطابق وہ ایک بیوی کے ساتھ عدل نہ کرتا ہو۔

(ط) یا اس کے علاوہ کوئی اور سبب جو اسلامی قانون کی رو سے انفساخ نکاح کے لئے جائز سمجھا جائے۔ (۶)

اس قانون کی دفعہ چار کے بموجب شادی شدہ مسلمان عورت کی تبدیلی مذہب انفساخ نکاح کا سبب نہیں ہوتی ۔ اس کے باوجود شادی شدہ مسلمان عورت تبدیلیٔ مذہب کے بعد مندرجہ بالا دفعہ دو میں بیان کئے ہوئے اسباب میں سے کسی ایک سبب کی بنا پر انفساخ نکاح کی اجازت حاصل کر سکتی ہے۔

قانون انفساخ نکاح مسلمین سنہ ۹۳۹ء کی منظوری سے پہلے مسلمان عورت کے ایما پر نکاح کے عدالتی انفساخ کو مالکی دبستان کے علاوہ اور کوئی اسلامی دبستان قانون صحیح نہیں تسلیم کرتا تھا ۔ مالکی دبستان بھی مسلمان عورت کے اس حق کو محدود حالتوں میں تسلیم کرتا تھا ۔ (۷) اس قانون کی منظوری سے مالکی قانون کا یہ اصول کسی استثنیٰ کے بغیر دوسرے دبستانوں میں بھی استعمال ہونے لگا ۔ اسے بجا طور پر عورتوں کی آزادی اور ان کے مدت سے غصب شدہ جائز حقوق کی بازیابی کے راستے کا سب سے اہم قدم سمجھنا چاہئے ۔

مختلف ہائی کورٹوں نے اس قانون کے عمل در آمد خصوصاً شوہر کی جانب سے بیوی کے نان و نفقے کے سلسلہ میں متضاد خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ (۸) استدلال کا ایک سلسلہ ہمیں یہ باور کراتا ہے کہ اس قانون نے شوہر کے فرائض کی وضاحت نہیں کی ہے اور اس مقصد کے لئے ہمیں عام اسلامی قانون کا مطالعہ کرنا پڑے گا (۹)۔نان و نفقے کے سلسلہ میں اسلامی قانون کا متفقہ اصول یہ ہے کہ شوہر حکم عدولی کرنے والی بیوی کے نان و نفقے کا ذمہ دار نہیں ہے ۔ استدلال کا دوسرا سلسلہ بھی وزنی اور پہلے سلسلے کے برابر ہی مطمئن کرنے والا ہے ۔ اس کے مطابق قانون انفساخ نکاح مسلمین سنہ ۹۳۹ء کی دفعہ دو کی چوتھی شق میں ،، کسی معقول وجہ کے بغیر ،، کے الفاظ شامل ہونا اور دوسری شق میں ان کا شامل نہ ہونا عمداً ہے ۔ چنانچہ اگر ایک بیوی کسی جائز وجہ سے اپنے شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے انکار کرتی ہے تو اسے شوہر کے دو سال تک نان و نفقہ ادا کرنے میں ناکام رہنے کی وجہ سے طلاق کا حکم حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی

غلطی پر ہو اور وہ اپنے عمل سے شوہر کو نان و نفقہ ادا نہ کرنے پر مجبور کردے تو اسے طلاق کا حکم حاصل کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے ۔ یہ ایک طرح سے خطا کار کی امداد کرنا ہوگا اور اسلامی قانون کے اصولوں کے غیر مطابق - (١٠)

مذکورہ بالا تاویل کے خلاف ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایسی حالتوں میں شوہر مہر ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے - مہر بعض اوقات اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ شوہر کی مصیبت آجاتی ہے ۔ بر صغیرہند و پاکستان خصوصاً شمالی ہند میں بعض خاندانوں کا بھرم قائم رکھنے کے لئے علامتی مہر مقرر کرنے کا غلط رواج قائم ہوگیا ہے ۔ اس رواج کے تحت مہر نامے میں مہر کی رقم بہت زیادہ لکھی جاتی ہے اور اس کے ادا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا (١١) ۔ حالانکہ اسلامی قانون کی روح کے بموجب مہر کی رقم شادی کے وقت بیوی کو ملجانا چاھئے ۔ علامتی مہر مقرر کرنے کے اس غلط رواج نے مہر کی اسلامی روح کے مقصد کو بالکل ختم کردیا ہے ۔ ایک طرف تو یہ محض کاغذی کارروائی ہوکر رہ گیا ہے اور دوسری طرف یہ شوہر کو جائز اسباب کے باوجود اپنی بیوی کو طلاق دینے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے ۔ کیوں کہ شوہر مہر کی بھاری رقم ادا نہیں کر سکتا ۔ اس کے علاوہ مہر کی بھاری رقم قرض خواہوں کے خلاف ایک ظالمانہ روئیے کے طور پر عمل کرتی ہے اور ورثا خصوصاً شوہر کی موجودگی میں مر جانے والی بیوی کی اولاد کے لئے نامناسب ہے ۔ (١٢)

عملی اعتبار سے مسلمان عورت کے ایما پر طلاق کا حکم نامہ مسلمان فقہا بالخصوص حنفی فقیہوں میں مابہ النزاع رہا ہے اور مطلقہ عورت کے لئے مالی پریشانی اور بدنامی کا سبب ثابت ہوا ہے ۔ فقہ حنفی کے مطابق طلاق کا حق شوہر کو حاصل ہوتا ہے ۔ نکاح میں اسی کو برتری حاصل ہے ۔ یہ نظریہ مندرجہ ذیل آیت قرآنی پر مبنی ہے - (١٣)

" اور اگر تم ان بیویوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ ان کو ھاتھ لگاؤ اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے مقرر

کیا ہو اسکا نصف (واجب) ہے مگر یہ کہ وہ عورتیں اپنا نصف معاف کردیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کا تعلق رکھنا اور توڑنا ہے ۔ (البقرۃ آیت نمبر ۲۳۷)

حنفی فقہا اس آیت کی تفسیر سے یہ مراد لیتے ہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی عدالت کو طلاق کا حکم جاری کرنے کا حق نہیں ہے ۔ فقہ حنفی کے اس اہم اصول کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے قانون انفساخ نکاح مسلمین سنہ ۱۹۳۹ء پر اعتراضات کئے گئے ہیں ۔ (۱۴)

اسلامی قانون کی رو سے شوہر کو بیوی کے اخراجات ادا کرنے کے لئے اس صورت میں بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا جبکہ شوہر کے پاس ان کے ادا کرنے کے لئے کافی جائداد بھی نہ ہو ۔ یہ مصیبت اور طلاق سے متعلق معاشرتی بدنامی متعدد مظلوم مسلمان عورتوں کے لئے جو اپنے ظالم شوہروں سے طلاق حاصل کرنا چاہتی تھیں ایک پر زور مانع قوت ثابت ہوئی ۔

موجودہ عہد میں نکاح اور طلاق کے متعلق مسلمان عورتوں کی مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہے اس پس منظر میں حکومت پاکستان نے وزارت قانون کی ایک قرارداد مورخہ چار اگست سنہ ۵۵ء کے ذریعہ نکاح اور عائلی قوانین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جو سات اراکین پر مشتمل تھا ۔ کمیشن نے رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے ایک مفصل سوالنامہ جاری کیا جو شخصی قانون کے سارے شعبوں پر محیط تھا ۔ کمیشن کی غرض و غایت اور دائرہ عمل یہ تھا ۔

” کیا مسلم خواتین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرے میں ان کا صحیح مقام عطا کرنے کے لئے نکاح ۔ طلاق ۔ کفالت اور دوسرے متعلقہ امور سے تعلق رکھنے والے موجودہ قوانین میں تبدیلی کی ضرورت ہے ؟ کمیشن سے نکاح و طلاق کے صحیح رجسٹریشن ۔ کسی فریق کے حق طلاق کو عدالت یا کسی اور قانونی ذریعے سے استعمال کرنے ۔ کفالت اور عورتوں کے حقوق کو متاثر کرنے والے معاملات کے جلد فیصلے کے لئے خاص عدالتوں کے قیام کے بارے میں اظہار خیال کرنے کو کہا گیا تھا ۔ (۱۶)

نکاح اور عائلی قوانین کے کمیشن کی رپورٹ

اب ہم نکاح اور عائلی قوانین کے کمیشن کی رپورٹ پرا جمالی نظر ڈالیں گے اور کمیشن کے ایک رکن مولانا احتشام الحق کے اختلافی نوٹ کو بھی مد نظر رکھیں گے ۔ اس کے ساتھ ھی ھم عائلی قوانین کے حالیہ آرڈیننس پر بھی غور کریں گے ۔

ابتدا میں کمیشن نے اپنے قیام کے اسباب بیان کئے ھیں اور اجتہاد کی ضرورت پر زور دیتے ھوئے کہا ھے ۔

,,چونکہ ھر دور اور ھر زمانے کے انسانی مراسم اور واقعات کی مختلف نوعیتوں کا اندازہ کرنا کسی شخص کے لئے ممکن نہیں ھے اس بنا پر پیغمبر اسلام نے اپنے معاصرین کے لئے قرآن و حدیث کے باوجود آزادانہ قانون سازی اور معدلت پردازی کا بڑاوسیع میدان چھوڑا ھے ۔ یہی اجتہاد یا تفسیری ذھانت کی وہ بنیاد ھے جس پر قرآن اورسنت کے دائرے میں رہ کر عمل کیا جاتا ھے ،، (۱۷)

اس کے بعد کمیشن نے اینگلو محمڈن قانون کے ناقص انداز اور جامد ھونے کا تذکرہ کیا ھے اور اس بنا پر اسے عوام کی زندگی اور ذھن کے لئے نا موزوں قرار دیا ھے۔ نکاح اور عائلی قوانین کی اصلاح' کمیشن کی رائے میں پاکستان کے طریقۂ کار کے قانون کی تعمیر نو کی وسیع اسکیم کی ابتدا ھے ۔،،

کمیشن نے یہ خیال ظاھر کیا ھے کہ نکاح اور عائلی تعلقات کی اس بنیاد میں ترمیم کا کوئی سوال نہیں پیدا ھوتا جو قرآن مجید میں مذکور ھے یا جس کے متعلق سنت میں واضح اور مستند حوالہ ملتا ھے (۱۸)

ازدواجی تعلقات کے سلسلے میں کمیشن نے مسلمان عورتوں کی حالت کے بارے میں بڑی وضاحت سے لکھا ھے ۔

,,خاص طور پر عورتوں کی بیچارگی سے نہ صرف بعض شوھر پورا پورا فائدہ اٹھاتے ھیں بلکہ عورتوں کے والدین ۔ بھائی اور دوسرے مرد عزیز بھی

ان کا استحصال کرتے ہیں ۔ شادیاں فریقین کی آزادانہ اجازت کے بغیر ہوتی ہیں اور بعض فرقوں میں لڑکیاں مویشیوں کی طرح مجوزہ شوہروں کے ہاتھ فروخت کر دی جاتی ہیں ۔ جو شخص لڑکی کے باپ کو سب سے زیادہ رقم دیتا ہے لڑکی اُسی کو مل جاتی ہے ۔ لڑکی نہ اس آدمی کو جانتی ہے نہ اسے پسند کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ مہر یا شوہر کی طرف سے بیوی کو ملنے والا تحفۂ شادی جس کا مقصد عورت کو معاشی مقام اور تحفظ عطا کرنا ہے ، شاذو نادر ہی ادا کیا جاتا ہے ۔ زیادہ تر حالتوں میں یہ محض ایک فرضی کاروائی سمجھا جاتا ہے ۔ بیوی میں نہ تو اتنی جرأت ہوتی ہے اور نہ اتنے وسائل ہوتے ہیں کہ وہ شوہر کو مہر کی ادائیگی پر مجبور کر سکے ۔ اس کی وجہ ، ہماری عدالتوں کا تاخیری اور تباہ کن طریقۂ کار ہے ۔ اگرچہ ہمارے معاشرے میں مردوں کی بہت تھوڑی سی تعداد تعدد ازدواج پر عمل کرتی ہے لیکن اس ضمن میں ان کے مقاصد اور طریقۂ عمل ہمیشہ غیر عقلی اور غیر اسلامی ہوتے ہیں ''(۱۹)

کمیشن نے نکاح کے لازمی رجسٹریشن اور ایک معیاری نکاح نامے کی ترتیب کی سفارش کی ہے ۔ مولانا احتشام الحق کے علاوہ کمیشن کے تمام ارکان نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ کمسنی کی شادی کو قانوناً ممنوع قرار دے دیا جائے اور اٹھارہ سال سے کم عمر کے مرد اور سولہ سال سے کم عمر کی عورت کو معاہدۂ نکاح نہ کرنے دیا جائے۔ کمیشن نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ نکاح نامے میں قانونی طور پر یہ شرط بھی رکھی جائے کہ شوہر کے حق طلاق کی طرح عورت کو بھی خلع کا پورا حق ہوگا ۔ نکاح کے معاہدے کے تحت یہ حق اسے ملتا ہے ۔ یہ شرط اسلامی قانون کے بالکل مطابق ہوگی جو نکاح اور طلاق میں تفویض کے اصول کو تسلیم کرتا ہے - (۲۰)

کمیشن نے یہ سفارش کی ہے کہ والدین یا سر پرستوں کی جانب سے لڑکیوں کی فروخت کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے اور مجرموں کو سخت سزائیں دی جائیں ۔ کمیشن نے ایک مجلس میں شوہر کی جانب سے تین طلاقوں

کے اعلان کو غیر اسلامی قرار دے کر مذموم ٹھہرایا ہے اور سفارش کی ہے کہ طلاق کے قرآنی طریقے یعنی طہر کے تین مہینوں پر عمل کیا جائے اور ایک معیاری طلاق نامہ وضع کیا جائے ۔ نکاح کی طرح ہر طلاق کی رجسٹری بھی افسر مال کے یہاں ہونی چاہیئے ۔ کمیشن کے بعض اراکین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے صرف طلاق کی رجسٹری کافی نہیں ہے بلکہ طلاق کے ہر مقدمے کا فیصلہ عائلی قوانین کی عدالتوں میں ہونا چاہیئے - " (۲۱)

بیوی کے ایما پر طلاق کے بارے میں کمیشن نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قانون انفساخ نکاح مسلمین ۱۹۳۹ء میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے البتہ خلع کو زیادہ یقینی اور مطلق بنانے کے لئے مزید قانون وضع کر دیا جائے۔ کمیشن نے سفارش کی ہے کہ اختلاف مزاج کی بنا پر بیوی کو صرف خلع حاصل کرنے کا حق ملتا ہے - (۲۲)

تعداد ازدواج کے مسئلہ پر کمیشن نے بر بنائے عدل یہ ضروری سمجھا ہے کہ دوسری شادی کرنے سے پہلے کسی شخص کو عائلی قوانین کی عدالت سے اجازت حاصل کرنا ہوگی اور ان خاص حالات کی وضاحت کرنا پڑے گی جن کی بنا پر دوسری شادی ضروری ہے ۔ اسے عدالت کو پہلی بیوی اور اس کی اولاد کے مساویانہ سلوک کے بارے میں بھی مطمئن کرنا پڑے گا اور یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ دوسری شادی صرف اس لئے نہیں کر رہا ہے کہ اسے پہلی بیوی سے زیادہ حسین اور کمسن عورت حاصل ہو جائے ۔اس سفارش کے تحت یہ خیال کارفرما ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو دو بیویوں کی کفالت نہیں کر سکتا ہے دوسری شادی کی اجازت نہ دی جائے - ۲۳

مہر کی ادائیگی کے بارے میں کمیشن نے یہ کہا ہے کہ ایسا قانون بنا دینا چاہیئے جس کی رو سے شوہر کے لئے نکاح نامے میں لکھی جانے والی مہر کی رقم خواہ وہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، کا ادا کرنا ضروری ہو- اور اس کی ادائیگی کے مقدمات میں 'زمانہ کی کوئی حد مقرر نہ کی جائے ۔ کفالت کے سلسلے

میں کمیشن نے یہ ضروری سمجھا ھے کہ عدالت کو اس امر کا اختیار دے دیا جائے کہ وہ بیوی کو تین سو روپے مہینے تک گزارہ الاؤنس عطا کر سکیں اس کی وجہ یہ ھے کہ اخراجات زندگی بلند ھو گئے ھیں - (۲۴) فوجداری عدالت کے ذریعے گزارہ الاؤنس حاصل کرنے کے موجودہ طریقے کو جو تیز اور موثر ھے کمیشن نے بھی پسند کیا ھے - بیوی کو گزارہ الاؤنس حاصل کرنے کا استحقاق اس مقصد کے لئے مقدمہ دائر کرنے سے تین سال پہلے سے ھونا چاھئے - آخر میں کمیشن نے یہ خیال ظاھر کیا ھے کہ خاص عدالتیں (ازدواجی اور عائلی قوانین کی عدالتیں) قائم کی جائیں تاکہ عائلی قوانین سے متعلق مقدمات کا جلد فیصلہ ھو سکے اور پیچیدہ قانونی طریقہ کار کو سہل بنایا جائے - (۲۵)

اختلافی نوٹ

کمیشن کے ایک رکن مولانا احتشام الحق نے اس سلسلے میں ایک اختلافی نوٹ لکھا ھے اور اجتہاد کے متعلق کمیشن کے اظہار خیال کے حق کی پر زور تردید کی ھے - ان کے نزدیک اس کے ذریعے سے ''اسلام کے مسلمات اور شریعت اسلامیہ کی بنیادوں کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ھے جو اپنی جگہ غیر آئینی اور غیر اصولی بھی ھے'' (۲۶)- انہوں نے اس امر کی بھی مذمت کی ھے ''کہ کمیشن کے بیشتر افراد نہ احکام و قوانین اسلام کا تفصیلی علم رکھتے ھیں اور نہ استنباط قوانین کے کام سے واقف ھیں'' ان کی رائے میں ''کمیشن کے اراکین قرآن اور سنت کی خلاف ورزی اور فقہ اسلام کی تضحیک میں یک زبان اور ھم نوا رھے - اور اس کا نام رپورٹ میں اجماع رکھ کر شرعی اصطلاح کی مٹی پلید کی گئی ھے'' (۲۷)

آگے چل کر وہ کہتے ھیں ''اصولی طور پر خالص شرعی مسائل میں پبلک سے استصواب رائے کا طریقہ شریعت اسلامیہ کے ساتھ استخفاف اور اھانت دین کا معاملہ کرنا ھے جس کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جا سکتا'' اجتہاد کے معنی کی تفصیلی وضاحت کے بعد وہ کہتے ھیں کہ ''فقہ اسلامی

میں ترقی کا راستہ قیاس کے ذریعے سے ہے " تجدد پسند مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کا طعنہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ اس تجدد نے عورتوں کو آلہ ہوس رانی سے زیادہ حیثیت نہیں دی ہے " (۲۸)

انہوں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ کمیشن نے تفویض طلاق کو عورتوں کا مسلمہ حق قرار دیا ہے لیکن یہ عورت کا اپنا حق نہیں ہے بلکہ خود مرد کی طرف سے اپنے حق کا عطیہ ہے۔ انہوں نے نکاح اور طلاق کے لازمی رجسٹریشن اور ان کی عدم تعمیل کو قابل سزا جرم قرار دینے کی تجاویز کی مخالفت کی ہے - انہوں نے کمیشن کے اس نظریہ کو کہ ازدواجی عدالت کی مداخلت کے بغیر کسی طلاق کی اجازت نہ دی جائے مضحکہ خیز اور شریعت کے منافی قرار دیا ہے - شوہر کے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے حق پر پابندی لگانا اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنا ہے - انہوں نے اس سلسلے میں مزید یہ کہا ہے کہ :

" اگر آپ جائز طلاق کا راستہ بند کریں گے یا کورٹ کی بندش میں جکڑیں گے تو آئے دن طلاق کے علاوہ مذکورہ بالا طریقوں سے لوگ جدائی کی راہ نکالیں گے- نعوذ باللہ حرمت مصاہرت عام ہوجائے گی اور مسلمانوں کا معاشرہ ذلیل ترین ہوجائے گا ." (۲۹)

کمیشن نے قانون انفساخ نکاح مسلمین سنہ ۱۹۳۹ء کے تحت عورت کی طرف سے مطالبہ طلاق کی جو تجاویز پیش کی ہیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا احتشام الحق نے اس قانون کو قطعی طور پر قابل اصلاح قرار دیا ہے - ان کی رائے میں اختلاف مزاج مہمل بات ہے - البتہ اختلاف مزاج کے انتہائی درجے جن میں نباہ ناقابل برداشت ہوجائے - دوسری طرح طے کئے جاسکتے ہیں - اس قسم کے حالات ہی میں خلع کی اجازت ہونا چاہئے - (۳۰)

مولانا کی سب سے کڑی تنقید کمیشن کے اس نظریہ پر ہے جس کے تحت تعدد ازدواج پر پابندی لگانے کی سفارش کی گئی ہے- ان کی رائے میں یہ انتہائی بے اصولی ہے - انہوں نے اس امر کی مذمت کی ہے کہ یورپ کی تقلید میں

کمیشن نے تعدد ازدواج پر پابندی لگانے کی سفارش کی ہے لیکن مسلم معاشرے میں اس کی افادیت پر کوئی غور نہیں کیا - (۳۱) تعدد ازدواج فطری ہے اور اصول شریعت کے مطابق قانونی حیثیت رکھتی ہے - تعدد ازدواج جو قرآن مجید میں مذکور ہے صرف یتیم لڑکیوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے - انھوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ” فی زمانہ تعدد ازدواج کی اجازت کو عام طور پر عیاشی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور مسلمان عورتوں کو ان کے قانونی حقوق سے محروم کیا جارہا ہے - ان کی رائے میں ” اس کی وجہ ازدواجی و عائلی نظام شریعت کے قیام سے ہماری محرومی ہے “ انھوں نے کہا ہے کہ ” حاصل یہ کہ تعدد ازدواج کی اجازت کو برقرار رکھنا اور اس کے غلط استعمال پر پابندی لگانا مسئلہ کا صحیح حل ہے - مناسب یہ ہے کہ لوگوں کو اجازت کے صحیح استعمال کے لئے ذهنی تربیت دی جائے “- (۳۲)

مسلم عائلی قوانین کا آرڈیننس

مارچ سنہ ۱۹٦۱ء میں حکومت پاکستان نے اسلامی عائلی قوانین کا آرڈیننس نافذ کیا اور تعدد ازدواج پر پابندی عائد کردی - اور نکاح کا رجسٹریشن لازمی قرار دے دیا - اس آرڈیننس کی خاص خاص باتیں درج ذیل هیں - (۳۳)

(۱) مصالحتی کونسل کی اجازت کے بغیر کوئی شخص دوسری شادی نہیں کرسکتا -

(۲) دوسری شادی کرنے سے پہلی بیوی کی اجازت لازمی ہے -

(۳) اگر دوسری شادی مصالحتی کونسل کی اجازت کے بغیر کی گئی ہے تو مجرم کو اپنی پہلی بیوی کا مہر فوراً ادا کرنا پڑے گا یا حکومت کا رسیور یہ رقم بیوی کو ادا کرنے کے لئے شوہر سے وصول کرلے گا یا مجرم کو ایک سال قید محض سزا ہوگی یا پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ ہوگا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی -

(۴) شادیوں کا رجسٹریشن لازمی ہے -

(٥) باپ کی موجودگی میں فوت ہونے والے لڑکے یا لڑکی کی اولاد کا حق میراث از سر نو برقرار کیا گیا ہے ۔

اسلامی عائلی قوانین کے آرڈیننس کا تذکرہ کرتے ہوئے لاہور کا ایک رسالہ اپنے اداریے میں لکھتا ہے ۔ (۳۴)

'' اگرچہ اصلاح بذات خود قابل تعریف ہے لیکن اس کی کامیابی کا انحصار اس کی دفعات کے موثر اور آسان طریقہ نفاذ پر ہے ۔ مثال کے طور پر اب بھی شوہر کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ جبریا فریب کے ذریعہ سے اپنی بیوی سے دوسری شادی کی اجازت حاصل کرلے پھر یہ کہ بیوی کا نقطہ نظر پردے اور علیحدگی کے موجودہ حالات میں پوری طرح ظاہر نہیں ہوسکتا ۔ ممکن ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں شوہر اپنی دلیل سے مصالحتی کونسل کو آسانی سے ہموار کرلے ۔ تمام مرد افراد پر مشتمل کونسل کے سامنے عورت کو اپنا نقطہ نظر بیان کرنے میں شرم محسوس ہوگی ۔ اور کسی عورت کی تقدیر کو تمام و کمال بنیادی جمہوریت کے چیرمین کے حوالے کردینا کوئی بہت مناسب بات نہ ہوگی ۔ ممکن ہے کہ یہاں بھی کسی مقدمے کے فیصلے میں سیاست دان اپنا ہنر دکھائیں ۔ مثال کے طور پر یہ ممکن ہے کہ سیاسی اعتبار سے ایک با اثر شخص جو کسی ازدواجی مقدمے میں ماخوذ ہے چیرمین سے اپنا نقطہ نظر منوانے میں کامیاب ہوجائے ۔ بد عملی اور عصبیت کے ان تمام امکانات سے محفوظ رہنے کے لئے شاید معقول تر صورت یہ ہوگی کہ عائلی قوانین کی عدالتیں قائم کردی جائیں ۔ یہ حقیقت ہے کہ مرد اب بھی صنف قوی ہیں اور معاشرتی ۔ سرکاری اور سیاسی حلقوں میں عورتوں سے بدرجہا زیادہ قوت اور اثر رکھتے ہیں ۔ اس برتری سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ اب بھی عورتوں کے ساتھ بے انصافی کئے جانے کے امکانات موجود ہیں ۔ چنانچہ اگلا قدم یہ ہونا چاہئے کہ ایسے تحفظ مہیا کردئے جائیں جن کی وجہ سے اس اصلاح کی روح کی تضحیک ممکن نہ ہو ۔ ''

اس اصلاح کے نتائج کے بارے میں ابھی کوئی حکم لگانا بہت قبل از وقت ہوگا - شادی اور عائلی قوانین کے کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں اسلامی عائلی قوانین کا آرڈیننس محض اصلاح کا پہلا قدم ہے - اگرچہ مذہبی حلقوں نے اس آرڈیننس پر بہت نکتہ چینی کی ہے (۳۵) - تاہم پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت نے اس کا خیر مقدم کیا ہے - دیکھنا یہ ہے کہ آیا مصالحتی کونسلیں کمیشن کی رپورٹ میں مذکور ہونے والی عائلی قوانین کی عدالتوں کی طرح موثر ہوں گی اور مظلوم عورتوں کے ساتھ پورا انصاف کرسکیں گی یا نہیں - ابھی یہ بھی واضح نہیں کہ اسلامی عائلی قوانین کے آرڈیننس کے تحت جو اصلاحیں رائج ہوئی ہیں طلاق کے معاملات اس قانون کے باہر رہیں گے یا ان کا فیصلہ اسی کے مطابق ہوگا -

اصلاح ــ مصر میں

اب ہم مصر کے اسلامی عائلی قوانین کی نمایاں خصوصیات اور عہد جدید کی اصلاحوں پر غور کریں گے -

مصر کے شخصی قانون کے ضابطہ کا متن ۱۸۷۵ء میں محمد قادری پاشا کی نگرانی میں مرتب ہوا تھا - (۳۶)

مصر کے شخصی قانون کے ضابطہ کے تحت وہ مرد یا عورت جو پندرہ سال کی عمر کو پہنچ گئے ہوں بالغ اور معاہدۂ نکاح کرنے کی حقدار سمجھے جاتے ہیں - ۱۹۰۹ــ۱۰ء میں یورپ کے قوانین کے زیر اثر یہ ترمیم کی گئی کہ تمام شادیوں کا رجسٹریشن کرانا لازمی ہوگا - (۳۷) تمام شادیاں قاضی یا ماذون (وہ لوگ جنھیں قاضی ان فرائض کی ادائیگی کیلئے مقرر کریں) کے تعاون سے ہوں گی - ان کا تقرر وزارت عدل کرتی ہے - ضابطہ میں اس امر کی پوری وضاحت ہے کہ صرف وہی شادیاں جائز سمجھی جائیں گی جو قاضی کے روبرو ہوں - شادی کے موقعہ پر دو مرد گواہوں یا ایک مرد اور دو

عورتوں (مسلمان اور بالغ) کی موجودگی ضروری ہے۔ جائز شادی کے لئے ایجاب و قبول کا ہونا ضروری ہے اور ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہونا چاہئے۔ (۳۸)

مصر میں کفو کا اصول اب بھی بہت اہم سمجھا جاتا ہے ۔ یہ جائز اسلامی شادی کے لوازمات میں ہے ۔ اگرچہ ہر مسلمان عورت جو پندرہ برس کی عمر کو پہنچ چکی ہو قانونی طور پر بذات خود یا کسی وکیل کی وکالت کے تحت جائز نکاح کرنے کی آزادی رکھتی ہے لیکن یہ آزادی ضابطے کے متن میں بیان کئے ہوئے اصل کفو اور مہر کی شرائط کے تابع ہے ۔ اگر ان دونوں لوازمات سے اغماض برتا جاتا ہے تو متعلقہ عورت کے سرپرست یا والدین انفساخ نکاح کا مطالبہ کرسکتے ہیں ۔ (۳۹) اصولی طور پر کسی مسلمان عورت کو ایسے شوہر سے نکاح نہیں کرنا چاہئے جو معاشرتی اعتبار سے اس سے کمتر ہو ورنہ حقارت آمیز شادی ہونے کی وجہ سے اس کا انفساخ ہوجائے گا ۔

مصری ضابطے کے مطابق شوہر کو درج ذیل اعتبارات سے کم و بیش بیوی کا ہم مرتبہ ہونا چاہیے ۔ (۴۰)

(الف) پیدائش ۔ اگر دونوں عرب نسل سے تعلق رکھتے ہیں ۔

(ب) اسلامی خاندان ۔

(ج) مال و متاع ۔

(د) عفت ۔

(ہ) پیشہ ورانہ یا معاشرتی رتبہ ۔

مناکحین کے لئے آخری چاروں خصوصیات لازمی ہیں خواہ وہ عرب نسل سے تعلق رکھتے ہوں یا کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں۔ پہلی خصوصیت یعنی پیدائش میں ہم رتبہ ہونا دوسری خصوصیات کے مقابلے میں برتر سمجھی جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عرب اسلام کا گہوارہ رہا ہے ۔ قرآن مجید آنحضرت پر عربی زبان میں نازل ہوا ۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بنو ہاشم سے تھا جو عرب کے تمام قبائل میں ممتاز ترین قبیلہ سمجھا جاتا تھا ۔

شوھر کے لئے یہ کافی ہے کہ اسکا دادا مسلمان تھا - وہ اپنی بیوی کے ہم مرتبہ سمجھا جائے گا خواہ بیوی کے اجداد کئی پشت سے مسلمان ہوں - غیر عرب مسلمان جس کے والدین مسلمان نہیں تھے اس مسلمان کا ہم مرتبہ نہیں سمجھا جاسکتا جس کا باپ مسلمان ہو - غیر عرب مسلمان مذھب کے گہرے علم اور ذاتی خوبیوں کی وجہ سے امتیاز حاصل کرسکتا ہے - یہ امتیاز نسلی امتیاز سے برتر سمجھا جاتا ہے - مال ومتاع کی مساوات تمام و کمال ضروری نہیں لیکن یہ اپنی جگہ اہم ہے - شوھر کی ذہنی بلندی بیوی کی دولت کے مساوی ہو سکتی ہے - عفت کی مساوات اخلاقی قدروں پر مبنی ہے (۳۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت کی ذاتی خوبیوں کو مد نظر رکھنا چاھئے - پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لئے ہیں - اور خراب مرد صرف خراب عورتوں کے لئے ہیں - خواہ وہ پاکباز والدین کی اولاد ہوں -

پیشے کی مساوات کو امام ابو حنیفہ نے کوئی خاص اھمیت نہیں دی ہے - مصری ضابطے میں ان کے شاگرد ابویوسف کی رائے پر عمل کیا گیا ہے جو اس کے خلاف ہے - امام ابو یوسف کی رائے میں گھٹیا پیشے کا آدمی معزز پیشے کی عورت کا جسے معاشرے میں بلند مرتبہ حاصل ہے مساوی نہیں ہو سکتا -

مصر میں مہر کی رقم معین نہیں ہے - عام طریقہ یہ ہے کہ مناکحین کے معاشرتی مرتبے کے مطابق کافی رقم متعین کردی جاتی ہے - مصر میں مہر کی ادائیگی کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ شادی کی وقت ادا کر دیا جاتا ہے - بقایا کی ادائیگی کچھ خاص عرصے پر محیط ہوتی ہے - مقامی اعتبار سے اس میں فرق ہوتا ہے - عام طور پر مہر کا دو تہائی حصہ شادی سے پہلے یا کم از کم شادی کے وقت ادا کر دیا جاتا ہے اور بقایا شادی کے انفساخ کے وقت خواہ یہ مناکحین کی موت سے ہو یا علیحدگی سے' ادا کردیا جاتا ہے- شادی سے پہلے یا شادی کے وقت مہر کی رقم کے دو تہائی حصے کی ادائیگی

کو مصر میں کم و بیش مذہبی اصول سمجھا جاتا ہے حالانکہ قرآن یاسنت میں اس قسم کا کوئی اصول نہیں ہے - (۴۳)

مصری ضابطے کے تحت معاہدہ نکاح میں مہر کی رقم کا تعین قطعی ضروری نہیں سمجھا جاتا - اگر معاہدے میں اس کا کوئی تعین نہیں ہے تو بیوی مہرالمثل طلب کرنے کی حقدار سمجھی جاتی ہے - اس کا تعین بیوی کے خاندان کے معاشرتی مرتبے اور رواج سے کیا جاتا ہے - کم سے کم مہر مقرر ہونے کی صورت میں شوہر کو فوری ادائیگی کرنی پڑتی ہے- اور اگر یہ حد سے ھی زیادہ کم ہے تو بیوی مہرالمثل کا مطالبہ کر سکتی ہے اس کا تعین مقامی رواج اور عمل کے ساتھ ساتھ عورت کے معاشرتی مرتبے - عمر - مالی حالات - عفت - ذھانت - حسن - عصمت - تعلیم - مختصر یہ کہ ان تمام خصوصیات کی روشنی میں ھوتا ہے جو مناکحت کی پسندیدگی معین کرنے میں گراں قدر سمجھی جاتی ھیں - (۴۴)

ایسی شادی کی صورت میں جس میں مہر مقرر نہ کیا جائے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بیوی نے مہر یا اس کی رقم کے تعین کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا یا شوھر کو اس امر کی اجازت دی ہے کہ وہ بعد میں اس کا تعین کردے - ایسی صورت میں بیوی نکاح کی تکمیل سے پہلے شوھر سے مہر بالمثل متعین کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے - اگر شوھر انکار کرے تو بیوی مجسٹریٹ کے یہاں نالش کر سکتی ہے- مجسٹریٹ شوھر کو حکم دے سکتا ھے کہ بیوی کے صلاح مشورے سے مہر کی رقم کا تعین کرے - عدم تعمیل کی صورت میں مجسٹریٹ قانون کے مطابق مہر بالمثل مقرر کر سکتا ہے - (۴۵)

غیر معین مہر کی شادی اگر تکمیل نکاح سے پہلے مرد کی جانب سے منسوخ کردی جائے تو مہر بالمثل کے تعین میں فقہا کی آرا مختلف ھیں - ایک نظریہ یہ ہے کہ بیوی کو مہر بالمثل کا حق نہیں پہنچتا یہ نص قرآنی کی تفسیر پر مبنی ہے .

" اور اگر تم ان بیویوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ ان کو هاتھ لگاؤ اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا نصف (واجب) هے مگر یہ کہ وہ عورتیں اپنا نصف معاف کردیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کر دے جس کے هاتھ میں نکاح کا تعلق رکھنا اور توڑنا هے - اور تمہارا معاف کر دینا (بہ نسبت وصول کرنے کے) تقوی سے زیادہ قریب هے اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت نہ برتو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتے هیں . (البقرہ ۲۳۷)

دوسرے نقطہ نظر کو ماننے والے فقہا کا خیال یہ هے کہ مندرجہ بالا آیت ایسی شادی کے سلسلے میں هے جس میں مہر کا تعین نہ ہوا ہو اور جو مرد کی جانب سے منسوخ کی گئی ہو۔ یہ عورت کے مطالبہ مہر کے حق کو ختم کرنے کا کوئی اصول معین نہیں کرتی -

مصری ضابطے میں مہر کی زیادہ سے زیادہ رقم مقرر کرنے کی کوئی حد نہیں هے۔ مناکحین کی باهمی رضامندی سے مہر کی متعینہ رقم میں اضافہ بھی کیا جاسکتا هے۔ کسی بیوی کے والدین یاسرپرستوں کو مہر کی کل رقم یا اس کے کچھ حصے کو بحق شوهر معاف کرنے کا حق نہیں هے - بیوی کو البتہ یہ حق حاصل هے کہ وہ مہر کی کل رقم یا اس کا کچھ حصہ اگر اس کا تعین روپے یا اشرفی میں ہوتا هے معاف کردے - اس معافی میں شوهر کی مرضی ضروری نہیں هے - مہر کی متعینہ رقم میں کسی اضافے کے لئے بیوی یا اس کے سرپرست کا باضابطہ قبول ضروری هے -

مصر میں مسلمان عورتوں کا مہر طلب کرنے کا حق اکثر بروئے کار آتا رہتا هے۔ اسے تمام قرض خواهوں پر سبقت حاصل هوتی هے - مناکحین میں سے کسی کا باپ - شوهر کا دادا یا سر پرست یا شادی کا ایک عام سرپرست مہر کی ادائیگی کا ضامن هو سکتا هے -

مصری ضابطے میں مشروط مہر کو بھی جائز قرار دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ مہر کی رقم کا انحصار بیوی کی بعض صلاحیتوں کی تکمیل ، مثلاً تعلم کی ایک خاص حد، پر ہوگا(۴۸) اگر شوہر مہر کا پیمان پورا نہیں کرتا تو بیوی معاوضہ قبول کر سکتی ہے بشرطیکہ معاوضہ میں ادا کی جانے والی چیز غیر قانونی یا اسلام کے اصولوں کے منافی، مثلاً خنزیر اور شراب، نہ ہو ۔ شوہر اور بیوی جائز طور پر مہر کی رقم مہرالمثل سے کم کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ شوہر معاوضے کے طور پر کچھ اور دینے کا وعدہ کرے ۔ شوہر اور بیوی مہر کی رقم کو مہر المثل سے زیادہ بھی کر سکتے ہیں ۔ اضافہ کا دارو مدار بیوی کی بعض صلاحیتوں کی تکمیل پر ہوتا ہے ۔

مصری ضابطہ میں اس امر کی صراحت ہے کہ عام طور پر بیوی اس وقت تک شوہر سے گزارہ حاصل کرنے کی حق دار ہوگی جب تک وہ شوہر کے ساتھ رہے یا اپنے والدین کے ساتھ رہے اور بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر کے ساتھ اس کے طلب کرنے پر رہنے سے انکار نہ کرے (۴۹) . اس صورت میں بھی اسے گزارہ حاصل کرنے کا حق ہے جب وہ مہر کی کل رقم کی ادائیگی نہ ہونے کی بنا پر وظیفۂ زوجیت ادا کرنے سے انکار کر دے ۔ اور اس صورت میں بھی جب وہ تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر پر اپنے شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کردے۔ وہ عورت جو تکمیل نکاح سے پہلے بیمار ہو جاتی ہے اور وظیفۂ زوجیت کے قابل نہیں رہتی خواہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا والدین کے ساتھ، گزارے کی حق دار ہے ۔ اگر اس کی حالت شوہر کے گھر رہنے کی نہ ہو تو وہ والدین کے گھر رہ سکتی ہے ۔ لیکن اگر وہ سفر کرسکتی ہو اور اس سے انکار کرے تو وہ گزارہ حاصل کرنے کا حق کھو بیٹھتی ہے اور نافرمان سمجھی جاتی ہے (۵۰) ۔

شوہر، قید ہو جانے کی صورت میں بیوی کی کفالتی ذمہداریوں سے بری نہیں ہوتا ۔ ۱۹۲۰ء کے قانون نمبر ۲۵ کے نفاذ سے پہلے بیوی کو گزارہ کی رقم دینے سے انکار کرنے والا شوہر قید کا مستحق سمجھا جاتا تھا۔ بشرطیکہ بیوی کو گزارہ حاصل کرنے کا قانونی حق ہو ۔ لیکن اس قانون میں یہ بھی تھا کہ

اگر شوهر بیوی کو گزارے کے اخراجات دینے سے مسلسل انکار کرتا ہے تو جج نکاح فسخ کر دینے کا حکم دے سکتا ہے (۵۱) -

نا فرمان بیوی گزارہ حاصل کرنے کے حق سے اس وقت تک محروم رہتی ہے جب تک کہ وہ نافرمان رہے - مندرجہ ذیل حالتوں میں بیوی قانونی طور پر نافرمان سمجھی جائے گی - (۵۲)

(الف) اگر وہ شوہر کی اجازت اور معقول وجہ کے بغیر اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ کر چلی جائے -

(ب) اگر وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ایسی ملازمت کر لیتی ہے جس کی وجہ سے رات کو اپنے شوہر کے گھر میں اس کا واپس آنا نا ممکن ہو جائے -

(ج) اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایسے مکان میں رہتی ہے جو خود اس کی ملکیت ہے اور شوہر کو گھر میں داخل ہونے سے منع کر دے -

وہ عورت جس کا نکاح کسی شخصی فریب یا غلطی کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے یا تکذیل کو پہنچتا ہے ، گزارے کی حق دار نہیں ہوتی (۵۳)- گزارے کے ہر مقدمے کا انحصار مقدمہ کی اپنی صلاحیتوں پر ہوتا ہے اور گزارے کے اخراجات کا تعین اسلامی قانون کے مطابق کیا جاتا ہے -

مصر کے شخصی قانون کا ضابطہ، طلاق کی انہیں مختلف اقسام کو تسلیم کرتا ہے جو حنفی قانون میں بیان کی گئی ہیں - مصر کے قانون طلاق کی بعض نمایاں خصوصیات قابل ذکر ہیں -

اگر شوہر ایک یا دو مرتبہ طلاق کا اعلان کرتا ہے تو یہ طلاق رجعی ہوتی ہے - بیوی کو تین ایام حیض کے زمانے تک عدت گزارنا ہوتی ہے - اس طلاق کے لوازمات مندرجہ ذیل ہیں (۵۴) -

(الف) شوہر کو طلاق کے اعلان کا مجاز ہونا چاہئے -

(ب) طلاق کا ارادہ واضح طور سے ظاہر ہونا چاہئے۔

(ج) بیوی کو حالت طہر میں ہونا چاہئے۔

رجعی طلاق میں مناکحین ایام عدت تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اگر شوہر چاہے تو اس دوران میں خانگی تعلقات استوار کر کے رجوع کر لے طلاق بائن کے سلسلے میں مصری ضابطہ، مکمل اور نا مکمل طلاق میں امتیاز کرتا ہے۔ (۵۵)

مکمل اور ناقابل رجوع طلاق وہ ہے جو تین دفعہ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں دی جائے۔ لیکن جب شوہر اپنے اعلان میں طلاق کا لفظ شامل نہیں کرتا بلکہ بیوی کو طلاق دینے کا واضح اشارہ کرتا ہے تو اسے نامکمل نا قابل رجوع طلاق کہتے ہیں۔ قانون ایسی طلاق کے سلسلے میں مطلقہ جوڑے کو از سر نو نکاح کی اجازت دیتا ہے۔ انہیں نکاح کی رسم پھر سے ادا کرنا پڑتی ہے اور مہر مقرر ہوتا ہے۔ اگر نامکمل طلاق کا اعلان تکمیل نکاح سے پہلے ہوتا ہے تو شوہر بیوی کو تاوان متعہ ادا کرتا ہے۔ لیکن اگر ایسی طلاق تکمیل نکاح کے بعد دی جائے تو شوہر کو پورا مہر ادا کرنا پڑتا ہے۔ نا مکمل نا قابل رجوع طلاق کے سلسلے میں جج طرفین کی علیحدگی کا اعلان کرتا ہے۔ (۵۶)

مصری ضابطہ، طلاق التفویض کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ اس کی رو سے شوہر معاہدۂ نکاح میں بیوی کو طلاق کا حق تفویض کرتا ہے۔ یہ حق بعد میں بھی تفویض کیا جاسکتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو بیوی کو مکمل حق ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے پیدا کئے ہوئے حالات کے تحت طلاق لے لے۔ یا یہ حق مشروط ہوتا ہے اور شوہر کی اجازت سے اس کا استعمال ہوسکتا ہے۔ بیوی کس وقت اور کن حالات میں تفویض شدہ حق طلاق استعمال کرسکتی ہے اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ شوہر نے کس حد تک حق تفویض کیا ہے۔ بہ الفاظ دیگر طرفین کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ بیوی کس طریقہ سے تفویض شدہ حق کو استعمال کرسکتی ہے۔ (۵۷)

شوہر کی جانب سے تفویض شدہ حق طلاق مندرجہ ذیل صورتوں میں ختم ہوجاتا ہے ۔

(الف) اس مدت کے ختم ہوجانے پر جو بیوی کے اس حق کے استعمال کے لئے مقرر ہوئی ہے ۔

(ب) واضح یا غیر واضح عمل تنسیخ ۔ یا خانگی تعلقات کو وقتی طور پر ختم کرکے ان کی تجدید کرلینے سے ۔

(ج) یا نکاح کے انفساخ سے (۵۸)

انفساخ نکاح کے بعد طرفین کے از سر نو شادی کرلینے کی صورت میں بیوی اس حق‌طلاق سے محروم ہوجاتی ہے جو شوہر پہلی شادی کے وقت (بصورت عہد) اسے تفویض کرتا ہے ۔

مصری ضابطہ میں طرفین کی باہمی رضامندی یا عدالتی کارروائی کے ذریعے سے طلاق کی اجازت ہے ۔ مناکحین میں سے کسی کے ترک، مذہب یا کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہونے یا باہمی لعان کی بنیاد پر بھی طلاق کی اجازت ہے ۔ (۵۹)

مصری ضابطے میں جائز طلاق کے لئے درج ذیل چیزیں ضروری ہیں ۔

(الف) طلاق واضح ہونا چاہئے ۔ لفظ طلاق یا اس کے مشتقات استعمال ہونا ضروری ہیں ۔ بہ الفاظ دیگر اعلان واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ہونا چاہئے ۔

(ب) اعلان طلاق جس میں لفظ طلاق استعمال ہو غیر مبہم تحریر میں منتقل ہونا چاہیے ۔ اس میں شوہر کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کاواضح اشارہ ہونا چاہیے ۔

(ج) عورت کو حالت طہر میں ہونا چاہیے ۔ (۶۰)

مصر جدید کی معاشرتی اور سیاسی تحریکوں میں جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ کی تعلیمات کے اثرات بہت نمایاں ہیں - ان میں مصر کی تحریک نسواں جو سنہ ۱۹۳۰ء میں وجود میں آئی قابل ذکر ہے - اس تحریک سے آزادی نسواں کو فروغ حاصل ہوا ہے - قاسم امین - مادام تشراوی اور بعض دوسروں کے خیالات مصری عورت کی آزادی کے اہم عناصر ہیں -

مصر کے نئے دستور کی رو سے جس کا نفاذ سنہ ۱۹۵۶ء میں ہوا ہے عورتوں کو ووٹ دینے کا حق مل گیا ہے - گویا مصری عورتوں نے جس مہم کی ابتدا کی تھی وہ بخیر و خوبی ختم ہوگئی - مصر میں یہ عام رواج ہے کہ تقریباً ہر نکاح نامے میں ایک ایسی دفعہ رکھی جاتی ہے جس کی رو سے شادی شدہ زندگی مصیبت بن جانے کی صورت میں مسلمان عورت طلاق حاصل کرسکتی ہے- (۶۱) اگر شوہر وقت مقررہ پر گزارہ نہ ادا کرے تو جدید قانون کی رو سے وہ قید کا مستحق ٹھہرتا ہے - (۶۲)

سنہ ۱۹۶۰ء میں تعداد ازدواج پر پابندی عائد کرنے کی اصلاح جس کا مدت سے انتظار تھا رائج ہوئی - اس کی رو سے ہر اس شخص کو جو دوسری شادی کرنا چاہتا ہے عدالت سے اجازت لینا پڑے گی اور اس امر کا ثبوت دینا ہوگا کہ وہ پہلی بیوی اور اس کے بچوں کی کفالت کی اہلیت رکھتا ہے - یہ ظاہر ہے کہ شادی اور طلاق کے سلسلے میں مصری عورتوں کے حقوق تسلیم کر لئے گئے ہیں - (۶۳) اس اصلاح کے نتائج پر کوئی حکم لگانا قبل از وقت ہوگا لیکن یہ ظاہر ہے کہ مصری قانون ساز عائلی قوانین کے سلسلے میں حقوق نسواں کو پوری طرح تسلیم کر رہے ہیں -

اصلاح-تیونس میں

اب ہم عائلی قوانین کی اس اصلاح کا جائزہ لیں گے جو تیونس میں رائج ہوئی ہے - تیونس میں شخصی مرتبے کا نیا ضابطہ تیرہ اگست سنہ ۱۹۵۶ء کو ایک فرمان کے ذریعے سے رائج ہوا تھا - اس کا نفاذ یکم جنوری سنہ ۱۹۵۷ء سے

ہوا ۔ اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے۔ تیونس کے عیسائی باشندے فرانسیسی قوانین اور اسرائیلی شہری اپنے ضابطے کے تحت ہیں ۔

تیونس کے ضابطے کی رو سے جائز شادی اٹھارہ سال کے مرد اور پندرہ سال کی عورت کے مابین ہوسکتی ہے بشرطیکہ فریقین کے لئے کوئی قانونی موانع نہ ہوں۔ نکاح کی قانونی کارروائی کے لئے ایک باضابطہ نکاح نامہ ، (جو ایک معاشرتی قانون کے تحت وضع کیا جاتا ہے) اور دو اہل گواہوں کی موجودگی ، اور بیوی کے لئے مہر کا تعین ، ضروری ہے ۔ قانونی طور سے کم عمر کے لوگوں کی شادی کی اجازت جج دے سکتا ہے بشرطیکہ بلوغ کا اطمینان بخش ثبوت مہیا کیا جائے (٦٥) ۔ نابالغوں کی شادی کے لئے سرپرستوں کی اجازت ضروری ہے ۔ ضابطہ میں سرپرست کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسا قریبی عزیز ہونا چاہئے جو صحیح الدماغ ہو ۔ جنس ذکور سے تعلق رکھتا ہو اور بالغ ہو ۔ سرپرست کی عدم موجودگی میں اس کے فرائض بہر حال کوئی جج انجام دے گا ۔

شادی کرنے والے افراد خود یا وکیلوں کی معرفت شادی کرسکتے ہیں ۔ تفویض کا حق سرپرست ہی کو حاصل ہوتا ہے ۔ تفویض اسی صورت میں جائز ہوسکتی ہے جبکہ یہ دستاویز کی صورت میں ہو اور اس میں مناکحین کے نام مذکور ہوں ورنہ یہ غیر قانونی اور بیکار سمجھی جائے گی (٦٦) ۔

شادی کے موانع دائمی یا وقتی ہو سکتے ہیں ۔ دائمی موانع یہ ہیں :

(الف) قرابت ۔ خون کے رشتے ۔ (ب) مصاہرۃ (ج) رضاعت یا طلاق ثلاثہ ۔ وقتی موانع میں کسی تیسری پارٹی کا حق ثابت ہو جانا (تعلق حق الغیر) اور عدت شامل ہیں (٦٧) ۔ رضاعت صرف اس صورت میں موانع کا حکم رکھتی ہے جب کہ اس کا تعلق پہلے دو سال سے ہو ۔

تعدد ازدواج ممنوع قرار دی گئی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو ایک سال کی قید یا ۲۴۰۰۰۰ فرانک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں (٦٨) ۔

کسی شخص کو اپنی اس بیوی سے از سر نو شادی کی اجازت نہیں ہے جسے طلاق بائن دی جاچکی ہو۔ اس عورت سے بھی نکاح کی اجازت نہیں ہے جو انفساخ نکاح کے بعد ایام عدت گزار رہی ہو۔

تعداد ازدواج پر پابندی کے علاوہ یہ سارے موانعات وہی ہیں جو حنفی قوانین میں موجود ہیں۔

ضابطے کی رو سے بے قاعدہ شادیاں وہ ہیں جن میں معاہدے کے مقاصد کے خلاف کوئی شرط رکھی جاتی ہے یا موانع کے اصولوں کے باوجود قرابت۔ مصاہرت رضاعت۔ طلاق بائن اور عدت کی حالت میں کی جاتی ہیں۔ پندرہ سال کی بلوغ کی عمر کو پہنچنے سے پہلے کوئی نابالغ جو شادی کرتا ہے وہ بھی بے قاعدہ ہوتی ہے۔ ایسی شادی ابتدا ہی سے غیر قانونی اور بیکار سمجھی جاتی ہے۔ اسے ناجائز قرار دینے کے لئے کسی قانونی کارروائی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر ایسی شادی کی تکمیل ہوگئی ہو تو بیوی مہر طلب کرسکتی ہے۔ اگر مہر متعین نہیں ہوا ہے تو جج اس کا تعین کرسکتا ہے۔ اس سے نسب بھی قائم ہوتا ہے اور بیوی کو علیحدگی کے وقت سے عدت گزارنا پڑتی ہے۔ ایسی شادی سے مصاہرت کے موانع بھی وجود میں آتے ہیں۔

تیونس کا ضابطہ مہر کے سلسلے میں بہت نرم ہے۔ ہر وہ چیز جس پر کوئی قانونی بندش نہیں ہے اور جو مالی قیمت رکھتی ہے مہر مقرر ہوسکتی ہے۔ مہر کی تعداد یا حد پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ عورت کو مہر پر پورا حق ہوتا ہے اور وہ اسے حسب مرضی استعمال کرسکتی ہے۔ مہر ادا نہ کرنے کی صورت میں شوہر بیوی کو وظیفۂ زوجیت کے لئے مجبور نہیں کرسکتا۔ لیکن شادی کی تکمیل کے بعد مہر غیر محفوظ قرض سمجھا جاتا ہے اور بیوی صرف اس کی ادائگی کا تقاضا کرسکتی ہے۔ شوہر کے انکار یا نااہلی کی وجہ سے طلاق نہیں مانگی جاسکتی (۷۰)۔

نسب کے سلسلے میں روایتی اسلامی قوانین کے مقابلے میں اس ضابطے کی دفعات بہت قابل ذکر اور نرم ہیں۔ ضابطے نے بچے کے نسب کے سلسلے میں

نمایاں اصول بیان کئے ہیں اس کے مطابق نسب تین طریقوں سے متعین ہوگا۔ والدین کا ساتھ سونا۔ باپ کا سب کے سامنے بچے کو اپنا تسلیم کرلینا یا ایک یا ایک سے زیادہ اہل۔ گواہ کی شہادت (۱ے) ایسے بچے کا نسب جس کی ماں کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کا ثبوت نہیں ہے۔ غیر متعین رہتا ہے۔ نسب اس صورت میں بھی متعین ہو جائےگا جب بچے کی ولادت باپ کی ایک سالہ غیر موجودگی یا طلاق کی تاریخ کے ایک سال بعد ہوئی ہو۔ (۲ے)

ضابطے میں بیوی بچوں کے ساتھ نرمی کا سلوک۔ بیوی کو جسمانی اذیت نہ پہنچانا اور خاندان کی کفالت شوہر کے فرائض میں شامل کی گئی ہے۔ بیوی کا فرض یہ ہے کہ وہ شوہر کا احترام اور اس کی اطاعت کرے اور خانگی فرائض رسم و رواج کے مطابق ادا کرتی رہے۔ اگر بیوی صاحب جائداد ہو تو اسے خاندان کی کفالت میں بھی حصہ لینا چاہئے (۳ے) شوہر کو بیوی کی جائداد کا سربراہ بننے کا حق نہیں ہے۔

تیونس کے ضابطے نے طلاق کے اسلامی قانون میں بھی قابل ذکر تبدیلیاں کی ہیں۔ اس کی رو سے عدالت کے علاوہ کوئی طلاق جائز نہیں ہو سکتی طلاق کا حکم ان حالات میں دیا جاسکتا ہے۔

(الف) اگر شوہر ضابطے میں بیان ہونے والے اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر درخواست پیش کرے۔

(ب) طرفین کی باہمی رضا مندی پر

(ج) شوہر کی خواہش یا بیوی کی درخواست پر (۴ے)

جج ہر مقدمے کی جانچ پڑتال کے بعد اس ہر جانے کا تعین کرے گا جو مظلوم فریق کو ادا کیا جائے گا۔ طلاق کا حکم دینے سے پہلے وہ مصالحت کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔ اگر طلاق کا حکم نکاح کی تکمیل سے پہلے دیا جائے گا تو بیوی متعین مہر کے نصف کی حق دار ہوگی۔ (۵ے)

ضابطے نے اس طلاق کی عدت کی مدت جس میں مطلقہ عورت حاملہ نہیں ہے تین مہینے مقرر کی ہے ۔ وہ عورت جس کا شوہر اس کے سامنے مرجائے چار مہینے دس دن کی عدت گزارے گی یا حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک ۔ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت طلاق یا شوہر کی موت کی تاریخ سے ایک سال تک مقرر کی گئی ہے ۔ اگر کسی مفقودالخبر شخص کو عدالت مفقودالخبر قرار دے دے تو اس کی بیوی کو عدت کا وہی زمانہ گزارنا ہوگا جو شوہر کے مرجانے پر کسی عورت کو گزارنا پڑتا ہے (۷٦) ۔ جنگ یا فوری ضرورت کے زمانے میں جج اس شخص کو مفقودالخبر قرار دے سکتا ہے جس کی تلاش کم از کم دو سال تک کی گئی ہو ۔ عام حالات میں اس زمانے کا تعین نہیں ہوتا بلکہ اس کا انحصار جج کی رائے پر ہوتا ہے ۔

تیونس کا شخصی مرتبے کا ضابطہ اسلامی شخصی قوانین میں اہم تبدیلیوں کا مظہر ہے ۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ اس میں تعدد ازدواج ممنوع قرار دی گئی ہے اور طلاق کا اختیار عدالتوں کو دیا گیا ہے ۔ تعدد ازدواج صرف ممنوع ہی نہیں ہے بلکہ اس کی سزا بھاری جرمانہ یا قید یا دونوں ہیں ۔ فرانسیسی ضابطۂ دیوانی کے اثرات اس ضابطے میں بہت نمایاں ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانسیسیوں کے قبضے کے بعد سے ضابطۂ نپولین تیونس کا ضابطۂ دیوانی رہا ہے ۔ ضابطۂ نپولین کو آزاد تیونس کی دیوانی ضروریات کے مطابق بنانے کے لئے اس میں ترمیم کی جارہی ہے ۔ طلاق کے سلسلے میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دئے گئے ہیں اور شوہر کا یہ حق کہ وہ اپنے حسب خواہش بیوی کو طلاق دے سکتا ہے ختم کردیا گیا ہے ۔ طلاق کے معاملات میں فریقین کو مالی ہرجانہ متعین کرنے کے اختیارات ججوں کو تفویض کئے گئے ہیں ۔ ان تبدیلیوں کو اسلامی شخصی قانون میں ایک انقلاب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ۔

خلاصۂ بحث

پاکستان ۔ مصر اور تیونس میں اسلامی عائلی قوانین کی اصلاح کے اس مختصر جائزے کے بعد ہم کچھ نتائج نکال سکتے ہیں ۔ عام تاثر تو یہ ہے کہ اسلامی دنیا میں عظیم معاشرتی اور معاشی انقلابات رونما ہورہے ہیں - انقلاب نے ایسے قوانین کو لازم بنادیا ہے جن کی رو سے عورتوں کو ان کے قدیم حقوق خاص طور پر شادی اور طلاق کے حقوق از سرنو مل جائیں- ان تین ملکوں کی اصلاح نے دوسرے ملکوں کے لئے مثال قائم کردی ہے ۔ اصلاح کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے اسلامی قوانین کے ڈھانچے میں معاشرتی اور معاشی تبدیلیوں کی ضرورت کا احساس قوی ہوگیا ہے - تاکہ اسے اس کے خاص حلقے میں عصر جدید کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے قابل بنادیا جائے ۔

پاکستان کا اسلامی عائلی قوانین کا آرڈیننس جس کا نفاذ حال ہی میں ہوا ہے مسلمان عورتوں کو ان کے وہ حقوق دلانے کی طرف اہم قدم ہے جو اس سے پہلے انھیں اتنی آسانی سے حاصل نہیں تھے - ابھی یہ دیکھنا ہے کہ اس آرڈیننس کے نفاذ سے پاکستانی عورتوں کو کیا کیا نفع حاصل ہوگا۔ اشخاص متعلقہ کو پورا پورا فائدہ پہنچانے کے لئے عائلی قوانین کی عدالتوں کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے ۔ اس اصلاح کی وجہ سے ازدواجی معاملات بالخصوص طلاق کے معاملات جلد از جلد فیصل ہوسکیں گے ۔ قیام پاکستان سنہ ۱۹۴۷ء سے اب تک طلاق سے متعلق اینگلو مسلم قانون کے گرانبار طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی لیکن قانونی اصلاحات کے کمیشن کی سفارش پر عمل میں آنے والی موجودہ اصلاح صحیح راستے کا پہلا قدم ہے اور قانونی طریقۂ کار کے آسان ہونے کی بہت سی امیدوں کا مظہر ہے ۔

پاکستان میں اسلامی شخصی قانون کی از سر نو ترتیب جس میں موجودہ اصلاح شامل ہے ایک قابل غور منصوبہ ہے ۔ اس نئی ترتیب سے اینگلو محمڈن قانون

کی خامیاں دور کرنے کا موقعہ نکل آئے گا اور اس کی وجہ سے قانونی طریقے کی دشواریاں اور پیچیدگیاں بھی ختم ہوجائیں گی -

بہت سی معاشرتی خرابیوں کا سدباب بالخصوص رسمی شادیوں اور طلاقوں سے متعلق جو خرابیاں ہیں انھیں دور کرنیکی ضرورت مدت دراز سے محسوس کی جا رہی تھی اس اصلاح کی وجہ سے وہ لوگ بھی جو مذموم رسم و رواج کی وجہ سے شادی نہیں کرپاتے خاندانی زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں - لیکن مشکلات کو حل کرنے کا طریقۂ کار وضع کرنے سے پہلے مسائل کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے خصوصی مطالعہ اور تحقیق کی اشد ضرورت ہے - ان خرابیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے موثر قوانین دوسری لازمی چیز ہے - پاکستان کے اسلامی عائلی قوانین نے مدت دراز کی ایک ضرورت کو پورا کیا ہے - لیکن بہتر اور موثر نتائج حاصل کرلے کے لئے اب بھی خصوصی کوشش ضروری ہے۔

نوٹس

۱ - مختصر انسائکلو پیڈیا آف اسلام - لیڈن سنہ ۱۹۵۳ء میں مقالہء 'نکاح' ملاحظہ ہو -

۲ - طارق ظفر تونایہ Tarkiyenin siyasi hayatinda Batili-lashma hareketleri (ترکی کی سیاسی زندگی میں مغربیت کی تحریک) استنبول ۱۹۶۰ صفحات ۱۲۹ تا ۱۴۱

۳ - کاونٹ لیون آسترورگ - اصلاح انگورا' لندن سنہ ۱۹۲۷ء لکچر - اصل القانون - اس کے علاوہ ایچ اے آر گب کی Modern Trends in Islam شکاگو سنہ ۱۹۵۴ء باب ۵ - "قانون اور معاشرہ" بھی ملاحظہ ہو - ترکی میں مغربی قوانین کے رواج کے تفصیلی مطالعے کے لئے پروفیسر Hifzi Veldet Velidedeoglu کی ترکی دیوانی قانون کے بارے میں تصنیف Turk Medeni Hukuku جلد نمبر ۱ استنبول سنہ ۱۹۵۶ء اور ان کا مقالہ - بہ عنوان ترکیہ میں سوئٹزر لینڈ کے ضابطہء دیوانی کے نفاذ سے پیدا شدہ مسائل " مطبوعہء در سالنامہء شعبہء دینیات جامعہ استنبول" سنہ ۱۹۵۶ء ملاحظہ ہو -

۴ - Tunaya, op. cit. صفحہ ۱۳۱ -

۵ - مصطفیٰ رشید - ترکی ضابطہ دیوانی کی تشریح مطبوعہ استنبول سنہ ۱۹۲۶ء صفحات ۱ تا ۵ - ترکی دیوانی قانون پر اسلامی قانون کا اثر کے سلسلے میں Annales de la

Faculte de Droit (مطبوعہ استنبول) ۱۹۵٦ء کے متعدد مقالات میں شائع ہوئے ھیں ان میں سے دو مقالے ترکی قانون کی اصلاح میں اسلامی قانون کا مقام مصنفہ حفظی تیمور اور دوسرا حلمی ضیا الکن کا مقالہ
قابل ذکر ھیں :- Le Droit, Coutumieret Le Code civer.

٦ - فیض بدر الدین طیب جی ' محمدن لا - بمبئی سنہ ۱۹۲۰ء - تیسرا ایڈیشن صفحہ ۹۷ و بعد -

۷ - اے ' اے ' اے ' فیضی
Major Developments in Muhammadan Law in India,
سنہ ۱۸۵۰ء - سنہ ۱۹۵۰ء - کتب خانہ علوم اسلامی میکیگل یونیورسٹی مانٹیریال صفحہ ۲ -

۸ - قاضی ناصر الدین احمد -
Some Problems of Muhammadan and Anglo Muhammadan Law
کراچی سنہ ۱۹۵۲ء صفہ ۱٦ تا ۲۲ -

۹ - محمدن لا وہ عام اصطلاح ھے جو بر صغیر ھند و پاک کے وکلاء اسلامی شخصی قانون کے لئے استعمال کرتے ھیں جو ھندوستان میں انگریزی عہد میں ترمیم و تنسیخ کے بعد استعمال ھوتا تھا - انگریزی عہد میں اسلامی قانون کی ترمیم و تنسیخ کے لئے رونلڈ کے ولسن کی کتاب Anglo-Muhammadan Law ' چھٹا ایڈیشن طبع لنڈن ' سنہ ۱۹۳۰ء ملاحظہ ھو -

۱۰ - قاضی ناصر الدین احمد صفحات ۱٦ تا ۲۲ -

۱۱ - ایضاً - نیز ملاحظہ کیجئے طیب جی ' تصنیف محولہ بالا صفحہ ۱۷۱ - بر صغیر ھند و پاک کے محمدن لا کے تحت '' مہر '' زیادہ ھونے کی صورت میں ناجائز تصور نہیں ھوتا ھے سوائے اودھ لا ایکٹ کے - جس میں یہ وضاحت ھے کہ کوئی عدالت شوھر کے ذرائع آمدنی کی مناسب حدود سے زیادہ مہر نہیں دلوائیگی - مہر کے سلسلے میں مزید معلومات کے لئے او اسپائس کا مقالہ '' مہر '' مشمولہ انسائکلو پیڈیا آف اسلام جلد (۳) ۱۳٦ تا ۱۳۸ اور ڈبلو - رابرٹسن اسمتھ کا مقالہ ابتدائی عرب جاھلیت میں قرابت اور نکاح ۱۸۸۵ء صفحات ۷۱ - ۷۵ اور ۷۹ ملاحظہ ھو - مہر کا رواج قبل اسلام کے سامی لوگوں میں بھی تھا - اسی سے عبرانی لفظ MOHAR اور سریانی MAHRD وجود میں آئے - اس موضوع پر چارلس ھملٹن کا انگریزی ترجمہ ھدایہ طبع لاھور ۱۹۵۷ء بھی معلومات افزا ھے -

۱۲ - روایتی مہر کا یہ دستور اس اجازت کی وجہ سے وجود میں آیا جو فتاوی عالمگری میں موجود ھے - یہ برصغیر میں حنفی قانون کی اھم ترین کتاب ھے - مقابلہ کیجئے محولہ بالا کتاب از طیب جی صفحہ ۱۷۱ اور ما بعد -

۱۳ - قاضی ناصر الدین احمد محولہ بالا کتاب صفحہ ۲۵ ' اور ما بعد -

۱۴ - ایضاً -

۱۵ - مصنف کی یہ معلومات (کل خواتین پاکستان) کی بعض مقتدر ارکان اور دوسری انجمنوں کی ارکان سے زبانی گفتگو پر مبنی ھیں - نیز طیب جی کی محولہ بالا کتاب ص ۲۵۰ ملاحظہ ھو -

۱۶ - گزٹ آف پاکستان ' غیر معمولی - جون ۱۹۲۰ء کراچی ص ۹۷ تا ۹۸

۱۷ - ایضاً ص ۱۱۹۹ -

۱۸ - ,, ۱۲۰۲ تا ۱۲۰۴

۱۹ - گزٹ آف پاکستان ص ۱۲۰۶ -

۲۰ - ,, ۱۲۰۶ -

۲۱ - ,, ۱۲۱۱ تا ۱۲۱۴

۲۲ - ,, خلا کو کمیشن کی رپوٹ میں خلع پڑھنا چاھئے - طلاق کے بارے میں آصف علی اصغر فیضی کی تصریحات قابل غور ھیں - وہ کہتے ھیں کہ طلاق چونکہ خاندانی اتحاد کو ختم کر دیتی ھے اس لئے یہ بذات خود ایک معاشرتی برائی ھے لیکن اس برائی کی ضرورت بھی ھے - بعض اوقات بہتری اسی میں ھوتی ھے کہ خاندانی اتحاد کو ختم کردیا جائے بجائے اس کے کہ فریقین کو ایسے بندھن میں جکڑا رھنے دیا جائے کہ جس سے ان کے مستقبل کی ھر خوشی (ختم ھو جائے) ص ۱۲۵ **Outlines of Muhammadan Law** نیز ملاحظہ کیجئے مسٹر جے - شاخت کا مقالہ (طلاق) انسائکلو پیڈیا آف اسلام لیڈن جلد چہادم ص ۳۹ تا ۴۰ اور لوئیس کی کتاب **Introduction A. L. Etude de Droit Musalman** مطبوعہ پیرس ۱۹۵۳ع ص ۳۲۱ تا ۴۹

۲۳ - گزٹ آف پاکستان غیر معمولی ۱۲۱۵ -

۲۴ - ایضاً ص ۱۲۱۸ فی الحال فوجداری عدالت سو روپیه ماهوار تک گزاره الاؤنس جلد ادا کرنے کا حکم دے سکتی ھے

۲۵ - ,, ص ۱۲۲۵ تا ص ۱۳۳۲ -

۲٦ - غیر معمولی گزٹ آف پاکستان کراچی- ۳۰ اگست ۱۹۵۵ء ۱۹٦۰ تا ۱۹٦۲ -
شرعیه کا انگریزی تلفظ شریعت ھے -

۲۷ - " ص ۱۵٦۲ -

۲۸ - ,, ,, ,, ص ۱۵٦۲

۲۹ - گزٹ آف پاکستان ,, ۱۵۸۱ تا ۱۵۸۸

۳۰ - ,, ,, ,, ,, ۱۵۹۰

۳۱ - ,, ,, ,, ,, ۱۵۹۰ تا ۱۵۹۸

۳۲ - ,, ,, ,, ,,

۳۳ - پاکستان ریو یو - لاهور اپریل ۱۹٦۱ء ص ۳

۳۴ - ,, ,, ,, صفحات ۳ تا ۴

۳۵ - مفتی محمد شفیع کا مکتوب بنام صدر محمد ایوب خان میں اس قسم کی تنقید کی گئی ھے - جو جون ۱۹٦۱ء میں پاکستانی اخبارات میں شائع هوئی تھی - صدر کی طرف سے اس مکتوب کا جواب ڈان - کراچی اور دوسرے پاکستانی اخبارات میں گیاره جون ۱۹٦۱ءکو شائع هوا ھے - جس میں صدر نے علما سے وقت کے ساتھ چلنے کی هدایت فرمائی ھے - اور تعداد ازواج کو انتہائی وحشیانه ظلم قرار دیا ھے -

۳٦ - محمد قادری پاشا کا مسلم حنفی قانون شخصی و قانون وارثت یوجین کلیول کی کتاب Droit Musulman دو جلد مطبوعه پیرس سنه ۱۸۹۵ء کی دوسری جلد میں موجود هیں - یهی چیز محمد قادری پاشا کی کتاب Gode di statutic personnal Egyptien d' Opres hanafite, میں بھی دیکھی جا سکتی ھے - اور محمد زید بے کی کتاب Commentaire du code hanafite de status personnal egyptien. 3 vols. Le Caire 19'3 بھی قابل ملاحظه ھے - شخصی مصری قانون کے جا بجا حوالے لوئیس کی کتاب مطبوعه پیرس میں ۱۹۵۳ء میں بھی مل سکتے هیں -

مصری شخصی قانون کا ضابطہ حنفی قانون مشمولہ بر دو جلد احکام عدلیہ پر مبنی ہے جو جو دت پاشا کی صدارت میں مرتب ہوا تھا - اس کمیٹی کا کام جو مجلہ کی تدوین میں مصروف تھی سلطان عبدالحمید دوم کے حکم سے یکلخت بند کر دیا گیا - مشرق وسطیٰ کے چند ممالک میں مجلہ پر اب بھی عمل در آمد ہوتا ہے - ترکی میں مجلے پر عملدر آمد خلافت اور عدالت ہائے شرعیہ کے اختتام کے ساتھ سنہ ۱۹۲۴ء میں ختم کر دیا گیا -

۳۷ - عبدالفتاح السید بے کی تصنیف Del Etendne des Droit dela femme dans Le Mariage ne Musulman et particulherement en Egypte,

۳۸ - ایضاً - مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۳۲ء

۳۹ - ایضاً - صفحات - ۳۲ تا ۳۹ -

۴۰ - ایضاً -

۴۱ - ایضاً -

۴۲ - ایضاً -

۴۳ - ایضاً - صفحات ٦۵ تا ۷۲ -

۴۴ - ایضاً - صفحہ ۷۱ -

۴۵ - ایضاً -

۴٦ - مارما ڈیوک پکتھال کا The meaning of the Gloreous Queran مطبوعہ بنگلور ۱۹۵۲ء سورہ ۴ -

۴۷ - عبدالفتاح - تصنیف مذکورہ بالا صفحات ۷٦ تا ۷۷ -

۴۸ - ایضاً - صفحات ۹۰ تا ۹۲ -

۴۹ - ایضاً - صفحہ ۱۲۴ و ما بعد -

۵۰ - ایضاً -

۵۱ - ایضاً - صفحات ۱۲۴ تا ۱۲۹ ، ۲۸۱ تا ۲۸۵ -

۵۲ - ایضاً - صفحات ۱۲۴ تا ۱۲۹ - نان و نفقہ کے متعلق ضوابط تفصیلی طور

پرمسٹر لوئس ملیو کی کتاب Introduction a ll Etude du Droit Musulman
مطبوعہ پیرس ۱۹۵۳ء صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۶ پر دیکھئے -

۵۳ - ایضاً - عبدالفتاح کتاب محولہ بالہ صفحات ۱۲۲ تا ۱۲۹ -

۵۴ - ایضاً - صفحات ۱۶۶ و ما بعد -

۵۵ - ایضاً - صفحات ۱۸۳ و ما بعد -

۵۶ - ایضاً - صفحات ۱۸۴ تا ۱۸۵ -

۵۷ - ایضاً - صفحات ۱۹۳ تا ۱۹۶ -

۵۸ - ایضاً - صفحات ۱۹۶ و ما بعد -

۵۹ - ایضاً - صفحات ۲۰۳ و ما بعد -

۶۰ - ایضاً - صفحات ۱۷۶ تا ۱۷۷ -

۶۱ - مادم احمد حسین کی کتاب - Women iE the Moslem World واشنگٹن سنہ ۱۹۵۶ء صفحات ۱۵ تا صفحہ ۲۰

۶۲ - ایضاً -

۶۳ - آئیلیو گا دیو کی تصنیف La Revolation des Femmes en Islam مطبوعہ
مطبوعہ پیرس ۱۹۵۷ء صفحات ۷۸ - ۷۹ -

۶۴ - ایضاً - صفحہ ۲۱۳ مغاربہ کی اکثریت امام مالک کے پیرو ہے - تیونس میں آج تک عائلی معاملات قوانین شریعت کے مطابق فیصل ہوتے ہیں - وہاں کا نظام قانون دیوانی (عدالت عالیہ) کہلاتا ہے جو خود فقہ مالکی اور فقہ حنفی کی دو جماعتوں پر مشتمل ہے - حنفی فقہ کا رواج ترکوں کی فتح کے بعد سے ہوا جبکہ والی تیونس ترکی خلیفہ کا باج گذار تھا - تیونس میں نکاح کے سلسلہ میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب مختصر القدوری پر عمل کیا جاتا ہے - اس کے مقابلہ میں فقہ مالکی کی کتاب ابن ابو زید القیروانی کا رسالہ ہے - دیکھئے - جی - ایچ - بوسکے اور ایل برٹر کی کتاب Le Slatut Personnel En droit Musulman Hanefite
مطبوعہ تیونس (جو مختصر القدوری کے متن اور فرانسیسی ترجمہ پر مشتمل ہے) -
شمالی افریقہ خصوصاً مراقش اور الجیریا میں فقہ مالکی کے قابل قدر ماخذ جی - ایچ - بو سکے کی کتاب Precis de Droit Musulman

مطبوعہ الجزائر ۱۹۵۰ء مشتملہ بر دو جلد طبع ثانی -

۶۵ - مجلہ مشرق وسطیٰ واشنگٹن - جلد ۱۱ ۱۹۵۷ء ص ۲۱۰

۶۶ - ایضاً

۶۷ - ایضاً

۶۸ - مڈل ایسٹ جنرل محولہ بالا ص ۳۱۰ - مڈل ایسٹ جرنل محولہ بالا ص ۳۱۰ -
آئیلیو کی تصنیف مذکورہ بالا صفحہ ۲۴۶ -

۶۹ -

۷۰ - مجلہء مشرقی وسطیٰ - ۳۰۹ -

۷۱ - ایضاً صفحہ ۳۱۰ -

۷۲ - ایضاً -

۷۳ - ایضاً - صفحات ۳۱۰ تا ۳۱۱ -

۷۴ - ایضاً -

۷۵ - ایضاً -

۷۶ - ایضاً - صفحات ۳۱۱ تا ۳۱۳ -